ڈاکٹر محمد ریاض سینٹرل کالج، اسلام آباد

شیخ نجم الدین کبریٰؒ خوارزمی

شیخ کبیر ابو عبداللہ احمد نجم الدین کبریٰ (۵۴۰ تا ۱۰ جمادی الاول ۶۱۸ھ - ۱۱۴۵ تا ۱۲۲۱ء) خطہ خوارزم کے قصبہ خیوہ (خیوق) کے رہنے والے تھے۔ آپ "کبرویہ" (منسوب بہ کبریٰ) سلسلے کے صدر نشین ہیں۔ یہ سلسلہ حضرت ضیاء الدین ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی (م - ۵۶۳ھ) کے سلسلہ "سہروردیہ" سے بڑی حد تک ہم آہنگ ہے۔ ان کے خواہر زادہ حضرت شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی (م - ۶۳۲ھ) نجم الدین کبریٰ کے مریدین میں شامل تھے۔ حضرت کبریٰ تاریخ تصوف کے بہت اہم دور میں پیدا ہوئے اور اپنے عہد کے نامور اور مؤثر ترین صوفیہ میں شمار ہوتے ہیں۔ شیخ ولی تراش اور طامۃ الکبریٰ آپ کے معروف القاب ہیں جن کی توجیہات طولِ کلام کا موجب ہونگی۔

نجم الدین کبریٰ نے اپنی عمر کے ابتدائی ۲۱ سال وطن میں گزارے۔ درس و تدریس کے اس مرحلے کے بعد آپ روحانی اور تربیتی اسفار پر نکل پڑے۔ نیشاپور اور ہمدان کے کاملین سے استفادہ کے بعد آپ قاہرہ پہنچے۔ ان دنوں شیخ بقلی سفوی شیرازی معروف بہ "شطاح فارس" (م - ۶۰۶ھ) وہیں تھے۔ شیخ نجم الدین مدتوں ان سے اور شیخ اسمٰعیل مقری مستفیض ہوتے رہے۔ وہاں سے آپ اسکندریہ آئے۔ اور کچھ دن بعد سیاحت کرتے ہوئے تبریز لوٹے۔ وہاں حضرت بابا فرج تبریزی سے تزکیۂ نفس کی عملی اور شاقہ تربیت حاصل کی۔ تبریز سے آپ خیوہ آگئے اور عمر بھر اپنے موطن اور اس کے اطراف کے طلاب کو علوم ظاہر و باطن سے مستفید فرماتے رہے۔ شیخ نے جن باکمال شاگردوں کی تربیت کی، وہ اُن کی پُر نفوذ شخصیت پر دلیلِ ناطق ہیں۔ مثلاً مجد الدین خوارزمی بغدادی (م - ۶۱۳ھ)، سیف الدین باخرزی (م ۶۵۹ھ)، شیخ عطار نیشاپوری (م ۶۱۸ھ)، باباکمال خجندی، رضی الدین علی للاغزنوی، شیخ جمال الدین گیلی، بہاء الدین ولد بلخی (م ۶۲۸ھ، (مولانا رومؒ کے والد ماجد) شہاب الدین سہروردی صاحب عوارف المعارف

سعد الدین حموی (م ۶۴۹ھ) اور نجم الدین رازی (م ۶۵۴ھ) یہ تمام حضرات صوری و معنوی کمالات کے حامل تھے اور ان کی تالیفات بھی عام طور پر متداول ہیں۔ امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) اور اثیر الدین آخسیکتی (م ۶۱۰ھ) شیخ نجم الدین کے زمرۂ احباب میں شامل تھے۔

شیخ نجم الدین کو "ولی تراش" یا "ولی ساز" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کی توجہ سے کتنے ہی "ولی" بنے اور راہِ ہدایت پائی۔ اس مختصر تذکرے میں ہم ان سے منسوب کرامات کو بیان نہیں کرسکتے۔ اتنا عرض کرنا البتہ مناسب جانتے ہیں کہ ان کی "نگاہ" میں غیر معمولی اثر بتایا جاتا ہے اور اسی "تاثیرِ نگاہ" سے انھوں نے مریدین کی کایا پلٹی ہے۔ شیخ کی ایک نمایاں خصوصیت، ان کی عملیت ہے۔ وہ ایک عملی انسان تھے۔ خود کسب سے اکلِ حلال کھاتے اور دوسروں کو بھی ایسی ہی ترغیب دیتے تھے۔ ان کی اس روش کو "کبرویہ" سلسلے کے دوسرے بزرگوں نے بھی اپنایا ہے۔

دورِ فتن

شیخ کبریٰ کے دورِ حیات میں چنگیز خان منگولی کا سفّاکانہ حملہ ہوا تھا۔ وحشی منگولوں نے ایران کے بڑے بڑے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور بے گناہ شہریوں کا قتلِ عام کیا۔ آخر یہ سفّاک خانقاہ نجم الدین کبریٰ کے نزدیک پہنچے۔ اگرچہ منگول لامذہب تھے، مگر شیخ کی شہرت اور ان کے گرد ہزاروں، لاکھوں مریدین کا اجتماع دیکھ کر وہ بعض "توہمات" کا شکار ہوگئے تھے اور شیخ کے روبرو ہونے کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ شیخ کو پیغام بھجوایا کہ بحفاظت یہاں سے چلے جائیں۔ شیخ نے ایلچی کو جواب دیا کہ مسلمان قائد، اپنے مقلدین کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور ہم رضائے خداوندی پر قانع ہیں۔ ایلچی کئی بار گئے اور شیخ کو دس، سو اور آخر میں ایک ہزار مریدین کے ساتھ ہجرت کرجانے کی دعوت دی۔ اس دعوت میں منگولوں نے یہ بھی کہا تھا کہ شیخ اور ان کے مریدین کو اپنی سرحدوں تک بحفاظت لے جائیں گے مگر شیخ رضائے خداوندی کا ہی ورد فرماتے تھے۔ بالآخر شمشیر بدست منگولوں سے لڑے اور جامِ شہادت نوش فرمایا[1]۔ آپ کا مرقد خیوہ (خوارزم) میں اب بھی مرجعِ خلائق ہے۔

---

[1] روضۃ الصفا۔ جلد ۵، ص ۱۰۶/۱۰۷)

شاعری

اس دور کے اکثر صوفیہ کی مانند نجم الدین کبریٰ بھی شاعر تھے۔ ان کے سینکڑوں اشعار تذکروں اور تواریخ میں مندرج ملتے ہیں۔ نمونۂ کلام کی خاطر دو رُباعیات اور ایک قطعہ ملاحظہ ہو:

دیولیست درون من کہ پنہانی نیست بر داشتن سرش بآسانی نیست
ایمانش ہزار بار تلقین کردم این کافر را سر مسلمانی نیست

ای شمع بخیرہ چند بر خود خندی تو سوز دل مرا کجا مانندی
فرقست میان سوز کز دل خیزد با آنکہ بریسمانش بر خود بندی

حاکماں در زمان معزولی ہمہ شبلیؒ و بایزیدؒ شوند
باز چوں بر سر عمل آیند ہمہ چوں شمر و چوں یزید شوند

حضرت شیخ کی کثیر تعداد تصانیف نثر (عربی وفارسی) میں موجود ہیں۔ جن میں سے چند کے نام ہم لکھ رہے ہیں ان میں کچھ مطبوعہ ہیں اور باقی قلمی نسخوں کی صورت میں پائی جاتی ہیں:۔

۱۔ رسالہ در سلوک، ۲۔ رسالۃ السفینہ، ۳۔ سکینۃ الصالحین، ۴۔ آداب المریدین ۵۔ آداب السلوک، ۶۔ رسالۃ فی آداب السالکین، ۷۔ رسالۃ الی نف الہائم عن لومۃ اللائم، ۸۔ رسالہ السائر الحائر الواجد، ۹۔ منہاج السالکین، ۱۰۔ منازل السائرین، ۱۱۔ رسالہ معرفت (مطبوعہ شیراز)، ۱۲۔ شرائط خرقہ پوشیدن، ۱۳۔ رسالہ در طریقۂ شطاریہ (میر عبدالغفور لاری نے اس پر شرح لکھی ہے)، ۱۴۔ رسالۃ الخلوۃ، ۱۵۔ عین الحیٰوۃ فی تفسیر القرآن، ۱۶۔ فوائح الجمال و فواتح الجلال (یہ کتاب المانی مستشرق فرانتز مائر کی تصحیح و مقدمے کے ساتھ ۱۹۵۷ء میں چھپی)۔ ۱۷۔ الاصول العشرۃ (یا ناہلئے دیگر) وغیرہ۔

الاصول العشرۃ میں توبہ، زہد، توکل، قناعت، عزلت، ذکر، توجہ، صبر، مراقبہ اور رضا کے عنوان سے دہ گانہ مقامات بیان فرماتے ہیں۔ کبرویہ سلسلے کے ایک نامور عارف، امیر کبیر حضرت

سید علی ہمدانی معروف بہ شاہ ہمدان (م ۷۸۶ھ) نے الاصول العشرۃ کو "دہ قاعدہ" کے نام سے فارسی میں منتقل کیا اور قریب المعانی اشعار درج کرکے مطالب کو واضح کردیا ہے۔ اصل عربی اور ترجمے کا نمونہ حسب ذیل ہے:

"الاصل السادس۔ الذکر: وھو الخروج عن ذکر ماسوی اللہ تعالیٰ بالنسیان۔ قال اللہ تعالیٰ: واذکر ربک اذا نسیت، (الکھف ۲۳) - ای اذا نسیت غیر اللہ کما ھو بالموت

فاما نسیہ بالذکر وھو کلمہ لا الہ الا اللہ۔ فانہ معجون مرکب فی نفی و اثبات۔ یعنی نفی یزیل المواد الفاسدۃ التی تولدھا منہا امراض القلب وقیود الروح وتقویۃ النفس وتربیۃ صفاتھا و ھی الاخلاق الذمیمۃ النفسانیہ واوصاف الشھوانیۃ الحیوانیۃ ومتعلقات الکونین و ....."

"قاعدہ ششم، ذکر است بمعنی ذکر بیرون آمدن بود و از یاد ہرچہ غیر حق است باختیار چنانکہ از یاد ہم خروج خواہد کرد بمرگ باضطرار و حق جل و علا می فرماید: واذکر ربک اذا نسیت (یاد کن پروردگار خود را چوں فراموش کنی غیر او را) و ذکر معجون معنوی است مرکب از نفی و اثبات تا بنفی کہ آن لا الہ است، مواد فاسدہ کہ مقوی نفس امارہ است و مربی صفات وی است، از صفات حیوانی و اخلاق ذمیمہ نفسانی (چوں کبر و عجب و بخل و حقد و حسد و حرص و ریا و غیر آن) کہ ہر یک از صفات، بندی از بندہائے روح و باعث بیماری آنست، از خود دور می افگند و ہوائے فضای میدان دل کہ محل بارگاہ کبریا و مطلع آفتاب فردانیت است، ....."

اس نمونے سے واضح ہے کہ "دہ قاعدہ" آزاد ترجمہ ہے اور وضاحت کا حامل بھی۔

حضرت شیخ نجم الدین الکبریٰؒ کے بارے میں ایران میں بڑی جامع تحقیقات عمل میں آئی ہیں۔ ہم نے ان تحقیقات کو دیکھا اور سرسری طور پر یہ تعارف قلمبند کیا۔ شیخ کبریٰ اعاظم صوفیہ میں سے ہیں، اور ان کی حیات و تصانیف کا مطالعہ ایمان و عمل کا راہنما ہے۔